امام المناظرین مفسرِ قرآن

حضرت علامہ مولانا صوفی محمد اللہ دتا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

ادارہ اشاعت العلوم

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ الله

وَ عَلٰى آلِكَ وَ اَصْحَابِكَ يَا حَبِيْبَ الله

نام کتاب: كَاشِفُ كَيْدِ الثَّعْلَبِ فِيْ اِيْمَانِ اَبِيْ طَالِبْ

مصنف: امام المناظرین حضرت علامہ مولانا صوفی محمد اللہ دتا نقشبندی، قادری مجددی رحمۃ اللہ علیہ

تعداد: ایک ہزار

تاریخ اشاعت: شعبان المعظم ۱۴۳۴ھ مطابق جون ۲۰۱۳ء

شرفِ اشاعت: ادارہ اشاعت العلوم وسن پورہ، لاہور

ہدیہ:

ادارہ اشاعت العلوم

جامع مسجد صوفی صاحب والی وسن پورہ، لاہور

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْن

پیش لفظ

اے میرے سنی بھائیو!

اپنے نبی رؤف رحیم رحمۃ للعلمین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا فرمان خوب ذہن نشین کرلو۔ انشاء اللہ العزیز اس پرفتن دور میں گمراہی سے بچنے کے لئے کافی و وافی ہوگا۔

یکون فی آخر الزمان دجالون یاتونکم من الاحادیث بما لم تسمعوا انتم ولا اباؤکم وایاہم لا یضلونکم ولا یفتنونکم۔

مشکوٰۃ شریف ص۲۸

آخری زمانہ میں کچھ جھوٹے اور دھوکے باز لوگ ہوں گے جو تمہیں ایسی باتیں کہیں گے جو نہ تم نے سنی ہوں گی اور نہ ہی تمہارے بزرگوں نے سنی ہوں گی، ان لوگوں سے بچنا کہیں تمہیں گمراہ نہ کردیں اور تمہیں فتنہ میں نہ ڈال دیں۔

اس حدیث شریف کی شرح میں سیدی الشاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں۔

المراد بعدم السماع المذکور عدم

نہ سننے سے مراد ہے کہ ان باتوں کا

اخرج مسلم عن العباس بن عبد المطلب قال قلت یا رسول اللہ ھل نفعت ابا طالب بشیٍٔ فانہ قد کان یحوطک ویغضب لک

قال نعم ھو فی ضحضاح من النار ولولا انا لکان فی الدرک الاسفل من النار

امام مسلم نے عباس بن عبد المطلب سے روایت کیا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا یا رسول اللہ کیا ابوطالب کو آپ نے کوئی نفع دیا ہے کیونکہ وہ آپ کے رکھوالے اور آپ کی خاطر غضب ناک ہوتے تھے۔

فرمایا ہاں وہ جہنم کے ہلکے طبقہ میں ہے۔ اگر میں نہ ہوتا (یعنی میری خدمات نہ ہوتیں) تو وہ جہنم کے نچلے طبقہ میں ہوتا۔

(خصائص کبریٰ جلد ا صفحہ ۸۶) طبع قدیم

مندرجہ بالا دونوں حدیثوں میں عربی متن اور اردو ترجمہ میں ہماری خط کشیدہ عبارت کو بغور پڑھیں اور سوال کا سبب سمجھیں۔ اگر سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کے نزدیک ابوطالب صاحب ایمان واسلام ہوتے تو اول تو اس سوال کی ضرورت ہی نہ تھی اگر سوال ہوتا بھی تو یوں ہوتا کہ یارسول اللہ ابوطالب کو آپ سے کوئی نفع پہنچا یا ابوطالب کے لئے اللہ کے حضور سے کسی بھلائی کی آپ امید رکھتے ہیں کیونکہ ابوطالب مرتے وقت کلمہ پڑھ کر فوت ہوئے ہیں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا جواب بھی یوں ہونا چاہیے تھا کہ آپ نفع کے متعلق پوچھتے ہیں میں نے تو اسے زندہ کرکے دائرہ اسلام میں تو داخل کر دیا ہے یا آئندہ کسی وقت زندہ کرکے ایمان عطا کر دیا جائے گا۔ اور ...؟ کے متعلق سوال کا جواب یوں فرماتے کہ ہاں وہ تو جنت میں ہے ۔ لیکن ایسا ہرگز نہیں ہوا۔

لہٰذا مولف صاحب کی درج کردہ حدیث مسئلہ ایمان ابی طالب میں ہرگز ہرگز مفید نہیں، اور ہم وثوق سے کہتے ہیں کہ پوری دنیائے اہل سنت میں سے کسی ایک فرد نے بھی اس حدیث شریف کو ایمان ابی طالب کی دلیل نہیں سمجھا اور مولف صاحب نے جس صاحب کو بطور

شاہد پیش کیا ہے وہ بھی مولف صاحب کا ہم مشرب ہی ہے۔ بلا دلیل جذباتی باتیں کرتا ہے مثلاً

صاحب تفسیر مراح لبید کا علمی پایہ

مفسر صاحب انک لا تھدی من احببت کے ماتحت فرماتے ہیں

ھذہ الایۃ لا دلالۃ فی ظاھرھا علی کفر ابی طالب لان اللہ ھو الذی ھداہ بعد ان ایس النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

اس آیت کا ظاہر کفر ابی طالب پر دلالت نہیں کرتا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ابوطالب کو اس وقت ہدایت دی۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس سے مایوس ہو گئے تھے۔

مراح لبید جلد ۲ صفحہ ۱۴۶

اس عبارت سے اتنا تو روز روشن کی طرح ثابت ہو گیا کہ صاحب تفسیر مراح لبید بھی اس بات کا مصدق ہے کہ ابوطالب نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے پر کلمہ نہیں پڑھا ورنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مایوس کیوں ہوتے۔ باقی رہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مایوس ہو جانے کے بعد اللہ تعالیٰ کا ان کو ہدایت دینا یہ سراسر قرآن مجید کے خلاف ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہدایت کا ملنا مشروط بالشرط ہے۔

فرمانِ خداوندی

اللہ یجتبی الیہ من یشآء ویھدی الیہ من ینیب (سورۃ الشوریٰ آیت ۱۳)

اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے پسند فرماتا ہے اور ہدایت اُسے دیتا ہے جو اس کی طرف رجوع کرے۔

ان تطیعوہ تھتدوا وما علی الرسول

اگر تم (رسول) کی اطاعت کروگے ہدایت

اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنِ ۔

پاؤ گے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمے سوائے بلاغ مبین کے کچھ بھی نہیں

سورۃ النور آیت ۵۴

قرآن مجید کی یہ دو آیات شاہد ہیں کہ اگر انابت الی اللہ یا اطاعت رسول نہ پائی جائے تو ہدایت نصیب نہیں ہوتی ۔

اب صاحب مراح لبید پہ یہ سوال ہے کہ جب آپ یہ تسلیم کرتے ہیں کہ ابو طالب نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت نہیں کی یعنی آپ کے فرمانے پر کلمہ نہیں پڑھا بلکہ انکار پر مصر رہے یہاں تک کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اُس کی طرف سے مایوس بھی ہو گئے ۔ تو بعد میں اللہ تعالےٰ نے اسے کس طرح ہدایت دے دی ۔ جب کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت جو کہ انابت الی اللہ ہے وہ نہیں پائی گئی کیا اللہ تعالےٰ خود ہی اپنے ضابطے کے خلاف کرتا ہے ۔ یہ بات ہر کوئی یاد رکھے کہ نبی اللہ کو چھوڑ کر انابت الی اللہ ہدایت کا سبب نہیں بنتی اگر ایسا ہونا ممکن ہوتا تو فرعون بھی مومن اور جنتی ہوتا ۔ کیونکہ وہاں بھی بغیر موسٰی علیہ السلام کی اطاعت کے انابت موجود ہے ۔ لہذا مراح لبید کی ساری تقریر ہی نادانی پر مبنی ہے ۔

صاحب مراح لبید کی ایمان ابی طالب پر شہادۃ کی حقیقت

مولف صاحب مراح لبید کے حوالے سے لکھتے ہیں ۔

مما یدل علی ابی طالب مومن (ارجو من ربی) و رجاؤہ محقق ولا یرجوا کل الخیر الا مومنٌ ۔

وہ بات جو ایمان ابی طالب کی دلیل ہے وہ (نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا قول) ارجو من ربی ہے اور رجا آپ کی محقق ہے اور تمام بھلائی کی اُمید نہیں ہوتی مگر مومن

تفسیر مراح لبید جلد ۲ صفحہ ۱۴۱ کے لئے ۔

ترجمہ از مولف : " یہ دلیل ہے حضرت ابو طالب کے مومن ہونے کی کیونکہ سوائے مومن کے ہر بھلائی اور خیر کی امید نہیں ہو سکتی ۔ "

اس مندرجہ بالا عربی عبارت میں بھی مولف سے دو غلطیاں سرزد ہوئی ہیں ۔

۱ لا یرجوا صحیح نہیں بلکہ لا یرجو ہے

۲ الا مومنٌ نہیں بلکہ الا المومن

مفسر صاحب کی منطق یوں ہوئی کہ کل خیر کی امید صرف مومن کے لئے ہے اور ابو طالب کے لئے کل خیر کی اُمید ثابت ۔ لہذا ابو طالب مومن ہیں ۔ کیونکہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی رجاء محقق ہے ۔ ہم پوچھتے ہیں جس ذات مقدس کی رجاء (اُمید) محقق ہے اس کی یاس (مایوسی) محقق کیوں نہیں ۔

ایماندار کے نزدیک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی امید بھی محقق ہے اور مایوسی بھی محقق ہے ۔ آپ کی مایوسی کے خلاف ہونا بھی ناممکن ۔ کیونکہ جو بات ممکن ہے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اس سے مایوس نہیں ہو سکتے وگرنہ تو قرآن مجید کی اس آیت مبارکہ کا کیا جواب ہو گا ۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :-

اِنَّهٗ لَا يَايْئَسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ

بے شک اللہ کے رحم و کرم سے مایوسی کافروں کو ہی ہوتی ہے ۔

(پ ۱۳ سورہ یوسف آیت ۸۷)

ثابت ہوا اللہ تعالیٰ کا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام محال کی اُمید نہیں رکھ سکتا اور مایوس نہیں ہو سکتا لہذا مفسر صاحب کے قول کے مطابق کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ابو طالب

"حضرت ابو طالب کا اصلی نام عمران تھا ابو طالب آپ کی کنیت تھی اگر
بغض و عناد کا کوئی پیکر قرآن پاک کی سورہ آلِ عمران کو آلِ مروان کہلائے تو
اس کا کیا علاج۔ "

(ایمان ابی طالب صفحہ ۴۴)

انئے صاحبزادہ صاحب سے کوئی پوچھے کہ اس بے تکی بات کی یہاں کیا حاجت تھی
اور اس والا شان علامہ کی قابلیت کو ان کے دوسرے علامہ حامد صاحب وارثی نے تو خاک
میں ملا کر رکھ دیا۔ علامہ صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت ابو طالب کا اصل نام عبد مناف
ہے (ایمان ابی طالب صفحہ ۳۶) بہرحال ہیں دونوں صاحب ہی علامے نہ

جناب علامہ حامد صاحب وارثی کی تقریظ

یہ علامہ صاحب جہالت کا پتلا ہونے کے باوجود کاذب اور بہتان تراش بھی ہے۔
ان کی جہالت کی مثال ایک تو یہ ہے اپنی تقریظ میں لکھتے ہیں

"مختلف فیہ روایات کی موجودگی میں (یعنی ایمان ابی طالب کے مسئلہ میں)
صرف نظر اور توقف عین دانشمندی ہے۔" ایمان ابی طالب صفحہ ۴
یعنی اس مسئلہ کو چھیڑنا دانشمندی کے خلاف ہے۔ علامہ صاحب لفظ تقریظ کے
معنوں ہی سے ناواقف ہیں ورنہ مذکورہ بالا بات ہرگز نہ لکھتے کیونکہ یہ بات بجائے مولف
کتاب کی تعریف ان کی تردید ہے۔

مولف صاحب کی بے شعوری دیکھئے کہ علامہ صاحب وارثی کی تقریظ تو ان کی
دانشمندی کی فاتحہ خوانی کر رہی ہے۔ اور وہ اسے اپنی تعریف سمجھ کر کتاب میں درج کر رہے
ہیں۔

علامہ وارثی صاحب کی دوسری جہالت :-
لکھتے ہیں ابن عباس کی روایت ہے کہ جب تمام انبیاء اور اولیاء و شہداء علام شفاعت
کر چکیں گے تو باری تعالیٰ فرمائیں گے۔ اب تو ہم ہی باقی رہ گئے ہیں۔ چنانچہ اللہ کریم و تعالےٰ
ایک لپ بھر کر جہنمیوں کو جن میں کوئی خیر نہ ہوگی دوزخ سے باہر نکالیں گے
(ایمان ابی طالب صفحہ ۳۶)

خط کشیدہ عبارت کسی بھی حدیث شریف میں نہیں۔ یہ وارثی صاحب کا صریح کذب
ہے۔ حدیث شریف کے الفاظ یہ ہیں۔

فیقبض قبضۃ من نار	یعنی اللہ تعالےٰ جہنم سے ایک مٹھی بھر کے
منہا قومًا لم یعملوا خیرًا	ایسے لوگوں کو نکالے گا جنہوں نے کوئی
قط	عمل خیر نہ کیا ہوگا۔

یعنی ایمان ضرور ہوگا اگرچہ دیگر کوئی نیکی نہ ہو۔ مطلقاً اگر خیر کی نفی کر دی جائے تو وہ
ایمان کی نفی کو بھی شامل ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ جناب وارثی صاحب جہالت کی بھی کوئی حد ضرور
ہے۔ بھلا جن میں کوئی خیر نہ ہو وہ تو جہنم سے نکال دئے جائیں اور باقی جو رہ جائیں گے کیا ان
میں کوئی خیر ہوگی۔ کیا اللہ تعالیٰ کا انصاف یہی ہے۔ اگر حرامی اور اشد قسم کے کفار میں کوئی
خیر ہوگی تو ان کا جہنم میں رکھنا نا انصافی نہیں جب کہ خیر سے خالی جہنم سے نکال دئے جائیں

علامہ وارثی صاحب کا حافظ ابن حجر عسقلانی پر بہتان

لکھتے ہیں کہ

ثقہ محدثین اور مشہور مورخین قسطنطنیہ کی پہلی جنگ میں یزید بدبخت
کی شرکت ہی سے انکار کرتے ہیں اور علامہ فہامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ
اللہ علیہ تو فتح الباری میں انکار شرکت کے بعد فرماتے ہیں کہ شرکت ہو بھی تو

حدیث ہٰذا مشروط ہے قائم بالاسلام رہنے پر اور قائم بالاسلام یزید ہی نہ رہا تو حدیث کا مصداق کیسے ہو سکتا ہے۔ "استاذ" جنوری ۱۹۶۷ء صفحہ ۲۲

جب بذریعہ خط فتح الباری کی عربی عبارت کا مطالبہ کیا تو اس سب کہنے کو سانپ ہی سونگھ گیا۔

علامہ عبد الغفور صاحب سندھیلیانوالی کی تقریظ کی حقیقت

یہ علامہ عبد الغفور چراغوی دوسرے علاموں کے بھی گرو ہیں۔ اپنی تقریظ میں لکھتے ہیں

"روح البیان جلد ۲ صفحہ ۵۲۲ پر ہے کہ ابو طالب جنتی ہیں"

"مسالک الحنفا میں علامہ جلال الدین سیوطی لکھتے ہیں اکثر علماء کی نظر میں آپ (یعنی ابو طالب) جنتی ہیں" (حوالہ ندارد)

ایسے چراغوی صاحب کو اتنا شعور نہیں کہ یہ دو حوالے تو اس کے گرو گھنٹال مولف کتاب کو بھی نہ مل سکے ورنہ ضرور نقل کرتے لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ "ایمان ابی طالب" کتاب ان دونوں حوالوں سے بالکل خالی ہے بس ان لوگوں کے حق میں اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ جھوٹوں پر خدا کی لعنت۔

نفس مسئلہ پر مؤلف کے دلائل

مولف مذکور کے دلائل کی تردید سے پہلے ایک بات کا ذکر انتہائی ضروری ہے جب تک میدان دلائل میں اس کو ملحوظ نہ رکھا جائے مدعا ہرگز ثابت نہیں ہوتا۔ وہ بات یہ ہے کہ شریعت میں کسی بات کے ثبوت کی چار راہیں ہیں۔ ان چاروں کے علاوہ کوئی اور راستہ نہیں۔

وہ چار راہیں مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ قرآن مجید   ۲۔ حدیث شریف   ۳۔ اجماع اُمت

۴۔ قیاس ان چاروں میں سے اگر کسی ایک سے بھی کوئی بات ثابت ہو جائے تو ایماندار کو انکار کی گنجائش نہیں۔ اس کے بعد ثابت ہونے والی باتوں کی بھی مندرجہ ذیل دو قسمیں ہیں

۱۔ از قبیل عقائد   ۲۔ از قبیل اعمال۔

جو بات از قبیل عقائد ہو وہ پہلے تینوں ذریعوں سے ثابت ہو سکتی ہے لیکن قیاس وہاں مفید نہیں۔ قیاسی دلیل صرف اعمال میں جاری ہوتی ہے۔ اب یہ دیکھنا ہے کہ ایمان ابی طالب کا مسئلہ کون سے قبیل سے ہے۔ یہ صاف ظاہر ہے کہ از قبیل عقائد ہے نہ کہ از قبیل اعمال۔ لہٰذا تین قسم کے دلائل شرعیہ سے ثابت ہو سکے گا یعنی قرآن مجید، احادیث پاک اور اجماع اُمت۔ ایمان ابی طالب کے حامیوں کے پاس قرآن مجید کی کوئی دلیل نہیں اور نہ ہی ایمان ابی طالب پر اجماع۔ باقی رہا صرف احادیث کا سہارا وہ کھینچا تانی، قطع برید کر کے اپنے مدعا پر شاہد سمجھے ہوئے ہیں۔ لہٰذا چار قسم کی احادیث ہیں جن کو مخالف اپنے دعویٰ میں پیش کرتا ہے۔ وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

قسم اول   نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ابو طالب کا کردار و گفتار

قسم دوم   نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصرار پر مرتے وقت ابو طالب کا کلمہ پڑھنا

قسم سوم   نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ابو طالب کو زندہ فرما کر کلمہ پڑھانا

قسم چہارم   نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا بروز قیامت ابو طالب کی شفاعت فرمانا۔

لیکن یہ چاروں اقسام کی احادیث ایک دوسرے کو جھٹلاتی ہیں۔ اگرچہ بطور اجمالی رد کے ہم ایک علیحدہ اشتہار بھی شائع کر چکے ہیں۔ لیکن تفصیلی رد سے پہلے بطور مقدمہ اسے درج کرنا عین مناسب ہے۔

ایمان ابی طالب کے دلائل کا اجمالی رد

۱۔ مولف کتاب ایمان ابی طالب نے ابو طالب کے کردار و گفتار کو ایمان اور اسلام